علاج کے شرعی اُصول

ڈاکٹر مولانا فہد انوار
اسلام آباد

احادیثِ صحاحِ ستہ کی روشنی میں

آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں طب سے متعلق ارشاداتِ گرامی بھی موجود ہیں۔ محدثینِ کرام اپنی کتاب میں کتاب الطب یا أبواب الطب کے نام سے عنوان قائم کرکے آنحضرت ﷺ کے وہ ارشاداتِ گرامی ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق دوا، علاج اور اس کے ان طریقوں سے ہوتا ہے، جو آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں رائج تھے۔ ان ارشادات کی روشنی میں فقہائے کرام نے دوا اور علاج کے متعلق بحث فرمائی ہے۔ شراحِ حدیث ان احادیث کی شرح کرتے ہوئے ایسی بحث بھی فرماتے ہیں جن سے موجودہ زمانے میں دوا اور علاج کی مختلف انواع کا حکم متعین کیا جاسکتا ہے۔ اس مضمون میں احادیثِ کتبِ ستہ کی دوا کے متعلق احادیث کو سامنے رکھ کر ان سے نکلنے والے علاج کے شرعی اصولوں پر روشنی ڈالی جائے گی۔

دوا کے استعمال کی ترغیب

’’عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: قَالَتِ الْأَعْرَابُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَلَا نَتَدَاوَى؟ قَالَ: ’’نَعَمْ، يَا عِبَادَ اللهِ! تَدَاوَوْا، فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً، أَوْ قَالَ: دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا‘‘ قَالُوْا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: ’’الْهَرَمُ‘‘ (۱)

’’اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے آپ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا ہم (بیماریوں کا) علاج کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں: اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی ہے، سوائے ایک بیماری کے، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بڑھاپا۔‘‘

’’عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا أَنْزَلَ

اللہُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً."(۲)

"نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اُتاری جس کی شفا نہ اُتاری ہو۔"

"عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ قَالَ: لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ، فَإِذَا أُصِيْبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَأَ بِإِذْنِ اللہِ عَزَّ وَجَلَّ."(۳)

"جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بیماری کی دوا ہے، پس جب دوا بیماری کے مطابق پہنچ جاتی ہے تو اللہ عز وجل کے حکم سے مریض تندرست ہوجاتا ہے۔"

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْأَعْرَابَ يَسْأَلُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَ عَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا؟ أَ عَلَيْنَا حَرَجٌ فِيْ كَذَا؟ فَقَالَ لَهُمْ: عِبَادَ اللہِ! وَضَعَ اللہُ الْحَرَجَ، إِلَّا مَنِ اقْتَرَضَ مِنْ عِرْضِ أَخِيْهِ شَيْئًا، فَذَاكَ الَّذِيْ حَرِجَ، فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللہِ! هَلْ عَلَيْنَا جُنَاحٌ أَنْ لَّا نَتَدَاوَى؟ قَالَ: تَدَاوَوْا عِبَادَ اللہِ! فَإِنَّ اللہَ سُبْحَانَهٗ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ مَعَهٗ شِفَاءً، إِلَّا الْهَرَمَ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللہِ! مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْعَبْدُ؟ قَالَ: خُلُقٌ حَسَنٌ."(۴)

"اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اعرابیوں کو نبی اکرم ﷺ سے سوال کرتے دیکھا کہ کیا فلاں معاملے میں ہم پر گناہ ہے؟ کیا فلاں معاملے میں ہم پر گناہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! ان میں سے کسی میں بھی اللہ تعالیٰ نے گناہ نہیں رکھا، سوائے اس کے کہ کوئی اپنے بھائی کی عزت سے کچھ بھی کھیلے، تو دراصل یہی گناہ ہے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! اگر ہم دوا علاج نہ کریں تو اس میں بھی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندو! دوا علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا مرض نہیں بنایا جس کی شفا اس کے ساتھ نہ بنائی ہو سوائے بڑھاپے کے، انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! بندے کو جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں، ان میں سے سب سے بہتر چیز کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حسنِ اخلاق۔"

مذکورہ بالا احادیث سے علاج کی ترغیب ملتی ہے اور خود نبی اکرم ﷺ نے بعض امراض کا علاج بھی بتایا ہے۔ اسی بنا پر بعض علماء نے علاج کو سنت یا مستحب قرار دیا ہے۔ تاہم احادیث میں توکل کی بھی تعلیم ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور تمام اسباب اس کے حکم سے نفع یا نقصان دیتے ہیں۔ پھر اسباب کی تاثیر کے اعتبار سے تین اقسام ہیں: ایک قسم وہ ہے جن کی تاثیر یقینی یا تقریباً یقینی ہے، مثلاً بھوک کے دور کرنے میں روٹی کا اثر اور پیاس دور کرنے میں پانی کا اثر۔ دوسری قسم وہ ہے جس کی تاثیر ظنِ غالب کے درجے میں ہے۔ تیسری قسم وہ ہے جس کی تاثیر کے نفع بخش ہونے میں وہم ہو۔

دوا اور علاج کا معاملہ بھی اس قسم کا ہے کہ ان کی تاثیر یقینی نہیں، بلکہ ظنِ غالب کے درجہ میں ہوتی ہے، جبکہ علاج کی ایک قسم وہ بھی ہے جس میں نفع اور نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ مذکورہ تفصیل کو مدِّ نظر

رکھتے ہوئے علاج کا حکم بھی مختلف ہوگا، چنانچہ مرض اگر مہلک ہو اور اس کے لیے ایسی دوا بھی موجود ہو جس سے فائدہ ظنِ غالب کے درجے میں ہو تو اس صورت میں قدرت ہوتے ہوئے علاج کرنا واجب ہوگا، جبکہ اگر مرض عام نوعیت کا ہو تو علاج کرانا سنت و مستحب ہوگا، اور علاج نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوگا۔ (۵)

مضر دوا استعمال کرنے کی ممانعت

’’عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الخَبِيْثِ: يَعْنِي السُّمَّ‘‘(۶)

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبیث دوا (یعنی زہر) استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔‘‘

انسانی جان اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو اس نے اپنے بندے کے سپرد کی ہے۔ اس نعمت کی قدردانی اس کا شکر یہ ہے۔ کسی انسان کو اپنے کسی عضو یا زندگی کو ضائع یا ختم کرنے کی اجازت نہیں۔ ایسا علاج اور ایسی دوا جس سے عضو ضائع ہو جائے شرعاً جائز نہیں۔

یوتھینیز یا Mercy Killing کا شرعی حکم

مریض انتہائی تکلیف میں ہو تو اس کی فرمائش پر یا ازخود ایسا طریقہ استعمال کرنا جس سے مریض کی جان ختم ہو جائے، اگر کوئی شخص اپنے طور پر ایسی دوا استعمال کرے جو قاطعِ حیات ہو یا اپنے آپ کو کسی مہلک آلے سے زخمی کر کے مر جائے تو یہ خودکشی ہوگی اور کتاب و سنت کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اگر طبیب مریض کی فرمائش پر یا ازخود ایسی دوا جسم میں داخل کرے جو قاطعِ حیات ہو یا کسی مہلک ذریعے سے مار دے یا ایسا علاج جس سے مریض کی شفا کا گمانِ غالب ہو، اسے ارادۃً روک دے تو یہ اس کی طرف سے قتل یا اقدامِ قتل ہوگا، اسی لیے یوتھینیز یا ناجائز اور حرام ہے۔

حضرت طفیل بن عمرو دوسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک اور صاحب نے مدینہ ہجرت کی، وہ دوسرے صاحب بیمار پڑ گئے، تکلیف کی شدت کے باعث ان سے صبر نہ ہو سکا اور ایک ہتھیار سے اپنی اُنگلیوں کے جوڑ کاٹ لیے، رگیں کٹ گئیں اور خون اتنا بہہ گیا کہ انتقال ہو گیا۔ حضرت طفیلؓ نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ بہتر حالت میں ہیں، لیکن ان کے ہاتھ ڈھکے ہوئے ہیں، حضرت طفیلؓ نے دریافت کیا کہ آپ کے رب نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ ان صاحب نے کہا: اللہ نے ہجرت کی وجہ سے مجھے معاف کر دیا، لیکن میرے ہاتھوں کے بارے میں فرمایا گیا کہ جس چیز کو تم نے خود بگاڑ لیا ہے، میں اسے درست نہیں کروں گا، حضرت طفیلؓ نے یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کے ہاتھوں کو بھی معاف فرما دے۔ (۷)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سے پہلے کی قوموں میں ایک شخص کو زخم تھا، وہ تکلیف برداشت نہ کر سکا، چھری لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا، خون تھم نہ سکا اور موت واقع

ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ: میرے بندہ نے اپنی ذات کے معاملہ میں مجھ پر سبقت کرنے کی کوشش کی، اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کردی۔ (۸)

رسول اللہ ﷺ رحمت مجسم تھے، لیکن اس کے باوجود حضرت جابر بن سمرہؓ راوی ہیں کہ: ’’ایک شخص نے خودکشی کرلی، تو آپ ﷺ نے اس پر نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔‘‘ (۹) اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ خودکشی کرنے والے شخص پر عام لوگ تو نمازِ جنازہ پڑھیں گے؛ لیکن امام المسلمین اور مقتدا لوگوں کو خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے۔ (۱۰)

خمر (شراب) کو بطور دوا استعمال کرنے کی ممانعت

’’عَلْقَمَة بْنَ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّهٗ شَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَأَلَهٗ سُوَيْدُ بْنُ طَارِقٍ، أَوْ طَارِقُ بْنُ سُوَيْدٍ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّا نَتَدَاوٰى بِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ’’إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ وَلٰكِنَّهَا دَاءٌ‘‘.‘‘ (۱۱)

’’علقمہ بن وائل اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، جب سوید بن طارق یا طارق بن سوید نے آپ ﷺ سے شراب کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں شراب سے منع فرمایا، سوید نے کہا: ہم لوگ تو اس سے علاج کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’وہ دوا نہیں، بلکہ وہ تو خود بیماری ہے۔‘‘

آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ طیبہ اس بارے میں واضح ہیں کہ خمر حرام ہے اور اس کا پینا اور کسی قسم کا استعمال جائز نہیں، البتہ بطور دوا اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلے کا تعلق تداوی بالمحرم سے ہے، یعنی حرام چیز سے علاج جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ خمر ایک ایسا مشروب ہے جو نشہ آور ہو اور جس کے پینے سے انسان کی عقل متاثر ہوجائے۔ اسی کو اردو میں شراب اور انگریزی میں الکحل کہتے ہیں۔ کتاب وسنت میں خمر کی سختی سے ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

’’یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ.‘‘ (۱۲)

’’اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوئے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔‘‘

نبی اکرم ﷺ نے بھی خمر سے سختی سے منع فرمایا ہے، ارشاد فرمایا:

’’عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ مُسْكِرٍ خَمْرٌ وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ.‘‘ (۱۳)

''ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ہر نشہ آور چیز شراب ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

''إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.''(۱۴)

''اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو تم پر حرام کیا اس میں تمہاری شفا نہیں رکھی۔''

آج کل بہت سی دواؤں اور خوشبوؤں میں الکحل کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ ایک کیمیائی مادہ ہے جو مختلف پھلوں اور اَناج کے نشاستہ (carbohydrate) یا شکر سے بنایا جاتا ہے۔اس کی بہت ساری قسمیں ہیں جن میں مخصوص قسم نشہ آور ہے۔ چونکہ الکحل کا استعمال نشہ آور مشروب کے طور پر بھی ہوتا ہے، جسے عام اصطلاح میں شراب ہی کہا جاتا ہے اور اس کے نتائج بھی وہی ہوتے ہیں جو خمر کے ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ الکحل کی وہ اقسام بھی ہیں جو دواؤں اور عطریات میں استعمال ہوتی ہیں، لہٰذا اس کا حکم سمجھنے کے لیے نشہ آور مشروبات کا حکم جاننا ضروری ہے۔اس حوالے سے الدر المختار میں علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں:

''شراب لغت میں ہر مائع مشروب کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں جو مسکر (نشہ آور) ہو، ان مشروبات میں سے چار حرام ہیں:

۱-الخمر: (شراب) انگور کا کچا رس جب جوش مارے، سخت ہوجائے اور جھاگ مارے۔ اس کا قلیل وکثیر بالاجماع حرام ہے۔

۲- الطلاء: اس شراب کو کہتے ہیں کہ انگور کے رس کو اتنا پکایا جائے کہ اس میں سے دو تہائی (۲/۳) اُڑ جائے اور ایک تہائی (۱/۳) باقی رہ جائے، اور اس میں نشہ پیدا ہوجائے۔

۳-السکر: تازہ کھجور کا کچا پانی جب اس میں شدت آجائے اور جھاگ چھوڑ دے۔

۴-نقیع الزبیب: کشمش کا کچا پانی جب اس میں کشمش کو رکھا جائے، یہاں تک کہ جوش مارنے کے بعد جھاگ چھوڑنے لگے۔''(۱۵)

یہ آخری تین اس وقت حرام ہیں جب ان میں جوش وشدت پیدا ہوجائے۔ان آخری تین کو پی کر نشے میں آنے والے پر سزا جاری کی جائے گی، جبکہ خمر کو تھوڑی مقدار میں پینے والا اگر نشہ میں نہ آئے، تب بھی اس پر حد جاری کی جائے گی۔ ان چار کے علاوہ سے بننے والی الکحل کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ ان کی اس قدر قلیل مقدار جو نشہ آور نہ ہو، حرام نہیں اور نہ ہی نجس ہے۔ آج کل دواؤں اور خوشبوؤں میں عموماً جو الکحل استعمال کی جاتی ہے، وہ انگور اور کھجور کے علاوہ سے بنائی جاتی ہے، لہٰذا حضرت امام ابوحنیفہؒ کے قول پر اہلِ علم حضرات ان کے استعمال کی گنجائش دیتے ہیں۔(۱۶)

حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنا

اللہ تعالیٰ نے اپنی بنائی ہوئی اشیاء میں ایسی بھی بنائی ہیں جن کو کھانا یا استعمال کرنا جائز رکھا اور

ایسی بھی بنائیں جن کا کھانا اور استعمال کرنا ناجائز رکھا۔ حرام اشیاء سے بچنا اور حلال کو اختیار کرنا انسان کی سعادت ہے۔ تاہم انتہائی ضرورت میں حرام شے کو بطور دوا اور علاج استعمال کرنا ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں احادیث مختلف ہیں اور اسی اختلاف نے رحمت بن کر اُمت کے بیماروں اور ضعفاء کے لیے آسانیاں پیدا کردی ہیں۔ ہم پہلے ان روایات کو پیش کرتے ہیں جن سے تداوی بالمحرم (یعنی حرام سے علاج کی ممانعت) معلوم ہوتی ہے:

’’عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللهَ اَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَدَاوَوْا بِحَرَامٍ.‘‘(۱۷)

’’ابودرداؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا اُتاری ہیں اور ہر بیماری کے لیے دوا بھی بنائی ہے، لہٰذا علاج کرو اور حرام سے علاج مت کرو۔‘‘

امام طحاویؒ حضرت ابنِ مسعودؓ کا ارشاد نقل کرتے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام چیز میں شفا نہیں ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے:

’’إِنَّ اللهَ لَمْ يَجْعَلْ شِفَاءَكُمْ فِيْمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ.‘‘(۱۸)

’’اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو تم پر حرام کیا اس میں تمہاری شفا نہیں رکھی۔‘‘

دوسری طرف ایسی روایات بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کچھ مخصوص حالات میں ایسی چیز کو بطور دوا تجویز فرمایا، جس کا استعمال عام حالات میں جائز نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

’’عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: اَنَّ نَاسًا اجْتَوَوْا فِي الْمَدِيْنَةِ، فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْحَقُوْا بِرَاعِيْهِ - يَعْنِي الْإِبِلَ - فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا، فَلَحِقُوا بِرَاعِيْهِ، فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا، حَتّٰی صَلَحَتْ اَبْدَانُهُمْ، فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَبَعَثَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَجِيْءَ بِهِمْ، فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ: فَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِينَ: اَنَّ ذٰلِكَ كَانَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الْحُدُوْدُ.‘‘(۱۹)

’’حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ (عرینہ کے) کچھ لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تھی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ وہ آپ (نبی کریم ﷺ) کے چرواہے کے ہاں چلے جائیں، یعنی اونٹوں میں، اور ان کا دودھ اور پیشاب پئیں، چنانچہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کے چرواہے کے پاس چلے گئے اور اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا، جب وہ تندرست ہوگئے تو انہوں نے چرواہے کو قتل کردیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ آپ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں تلاش کرنے کے لیے لوگوں کو بھیجا، جب انہیں لایا گیا تو نبی کریم ﷺ کے حکم

سے ان کے بھی ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی (جیسا کہ انہوں نے چرواہے کے ساتھ کیا تھا)۔قتادہ نے بیان کیا کہ مجھ سے محمد بن سیرین نے بیان کیا کہ یہ حدود کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے۔‘‘

اس حدیث کی روشنی میں فقہائے کرام نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ شریعت کی حرام کردہ اشیاء کو بطور دوا استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ بظاہر اس حدیث سے جواز معلوم ہو رہا ہے، جب کہ پیشاب کی حرمت دیگر روایات کی روشنی میں واضح ہے۔نیز پیشاب سے جس تاکید کے ساتھ بچنے کا حکم ہے، اس کا تقاضا ہے کہ پیشاب پینے کی ممانعت ہو۔اس روایت کے پس منظر میں فقہائے کرام نے اس پر بحث فرمائی ہے کہ مریض کے لیے علاج کی حد تک جائز متبادل موجود نہ ہونے کی صورت میں حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنا کیسا ہے؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے: حنابلہ کے نزدیک حرام سے علاج کسی صورت میں جائز نہیں۔مالکیہ کے نزدیک بھی اس کا استعمال جائز نہیں۔شوافع کے نزدیک ایسی حرام اشیاء کا استعمال دوا کے لیے جائز ہے جس میں نشہ نہ ہو۔

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حرام سے علاج کسی صورت میں جائز نہیں۔امام محمدؒ کے نزدیک علاج کے لیے حلال جانوروں کا پیشاب استعمال کرنے کی اجازت ہوگی، کیونکہ وہ پاک ہے۔امام ابو یوسفؒ کے نزدیک شدید ضرورت کے وقت علاج کی حد تک حرام اشیاء کو استعمال کیا جا سکتا ہے، جب کہ اس محرَّم کے علاوہ میں علاج نہ ہو اور مسلمان طبیب حاذق اس کا علاج ہونا بتائے۔اسی پر متاخرین احناف کا فتویٰ ہے۔(۲۰)

’’يجوز للعليل شرب البول والدم وأكل الميتة للتداوي إذا أخبرهٗ طبيب مسلم أن شفاءهٗ فيه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه.‘‘(۲۱)

’’بیمار کے لیے پیشاب اور خون اور مردار کا کھانا دوا کے طور پر جائز ہے جب مسلمان طبیب اسے اس بات کی خبر دے کہ اس میں شفا ہے اور اس کے قائم مقام دوسری جائز چیز بھی نہ ہو۔‘‘

’’اختلف في التداوي بالمحرم وظاهر المذهب المنع كما في رضاع البحر، لكن نقل المصنف ثمة وهنا عن الحاوي: وقيل يرخص إذا علم فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر كما رخص الخمر للعطشان وعليه الفتوى.‘‘(۲۲)

’’حرام کو دوا کے طور پر استعمال کرنے کے مسئلے میں اہلِ علم میں اختلاف ہے، اور کہا گیا ہے کہ جب اس حرام میں شفا معلوم ہو اور کوئی دوسری دوا معلوم نہ ہو، جیسا کہ پیاسے کے لیے (پانی نہ ہونے کی صورت میں بقدرِ ضرورت) شراب کی رخصت دی گئی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔‘‘

علاج کی غرض سے جسم کو جلانا

’’عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " الشِّفَاءُ فِيْ ثَلاَثَةٍ: شَرْبَةِ عَسَلٍ، وَشَرْطَةِ مِحْجَمٍ، وَكَيَّةِ نَارٍ، وَأَنْهٰى أُمَّتِيْ عَنِ الكَيِّ.‘‘(۲۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جسم کو داغنے کے متعلق دو طرح کی روایات نقل کی گئی ہیں: ایک طرح کی احادیث وہ ہیں جن میں ممانعت وارد ہے (جن میں سے ایک مندرجہ بالا بھی ہے)۔ دوسری طرح کی روایات وہ ہیں جن سے اس طریقۂ علاج کا جواز معلوم ہوتا ہے، مثلاً:

''عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رُمِيَ أَبِيْ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلٰى أَكْحَلِهٖ فَكَوَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ ''(۲۴)

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگِ خندق کے دن حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی ہاتھ کی رگِ اکحل پر تیر لگا، جس سے خون جاری ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے داغا۔''

مشکوٰۃ شریف میں دونوں طرح کی روایات ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ اسی بنا پر شراحِ حدیث نے ممانعت کو نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے اور ضرورت کے وقت بطور دوا و علاج اسے جائز قرار دیا ہے۔

دونوں طرح کی روایات کو سامنے رکھ کر علماء نے اس طرح تطبیق پیدا کی ہے کہ ضرورت کے وقت مرض کے علاج کے لیے آگ سے جسم کے کسی حصے کو داغنا یا جلانا جائز ہے، مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ:

اس مرض کے لیے کوئی متبادل جائز علاج موجود نہ ہو اور طبی تجربے سے اس کا نافع ہونا بھی معلوم ہو۔ البتہ عام حالات میں جائز متبادل کے موجود ہوتے ہوئے اس طریقے کو اختیار کرنا مکروہ ہے۔ ممانعت کا تعلق ہلاکتِ جان کے خطرے سے ہے، یعنی اگر ایسی صورت ہو کہ داغنے کی وجہ سے فائدے کے بجائے نقصان اور جان کے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو داغنے سے گریز کرنا چاہیے، لیکن اگر یہ خطرہ نہ ہو تو کیا جاسکتا ہے۔

یہاں شارحین نے ایک یہ بات بھی لکھی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں عرب علاج کے اس طریقے کو جسے اس حدیث میں ''کَيّ'' کہا گیا ہے، اس قدر مؤثر سمجھتے تھے کہ مشہور ہوگیا تھا کہ: ''آخر العلاج الكيّ''، یعنی آخری علاج تو داغنا ہی ہے، اس لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا، کیونکہ اس میں ایک طرح مشرکین کے اس عقیدے کے ساتھ مشابہت پائی جارہی ہے۔ اس کے برعکس اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ مؤثرِ حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ قرآن وحدیث میں جابجا توکل کی تعلیم ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی علاج اور کسی دوا کو اپنی ذات میں نافع یا ضار نہ سمجھا جائے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی منشا کا پابند سمجھا جائے۔ ''كشف الباري'' میں ہے:

''ممانعت کا تعلق زمانۂ جاہلیت کے فاسد عقیدے سے ہے، عربوں میں داغنے کے عمل کو علاج کا سببِ مؤثر سمجھتے تھے، اِس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس شرکِ خفی سے بچنے کے لیے اِس کو ممنوع قرار دیا، پس اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ ہو، بلکہ ظاہری سبب کے طور پر وہ اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں، وہ جائز ہے۔''(۲۵)

دارالافتاء بنوری ٹاؤن سے علاج کی خاطر ہاتھ اور پاؤں کو داغنے کے بارے میں پوچھا گیا تو جو جواب صادر کیا گیا، اس کا خلاصہ یہ ہے:

’’حاصل یہ کہ کسی عضو کو داغنا یا جلانا مکروہ ہے، ہاں! اگر کوئی واقعی ضرورت پیش آجائے اور طبیبِ حاذق یہ کہے کہ اس مرض کا آخری علاج داغنا ہی ہے تو پھر داغنا جائز ہوگا۔ فقط واللہ اعلم ‘‘(۲۶)

دوا کی مناسب مقدار کی رعایت

’’عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ: اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَخِيْ يَشْتَكِيْ بَطْنَهُ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ، فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا، ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: اسْقِهِ عَسَلًا، ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ: قَدْ فَعَلْتُ؟ فَقَالَ: صَدَقَ اللّٰہُ، وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ، اسْقِهِ عَسَلًا، فَسَقَاهُ فَبَرَأَ .‘‘(۲۷)

ترجمہ: ’’حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ایک آدمی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: میرا بھائی پیٹ کے مرض میں مبتلا ہو گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو شہد پلاؤ، وہ دوسری بار آیا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شہد پلانے کی تاکید کی، اسی طرح تیسری مرتبہ بھی، جب چوتھی بار بھی آکر اس نے شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بھائی کا پیٹ تو جھوٹا ہوسکتا ہے، لیکن اللہ کا کلام تو سچا ہی ہے۔ اس کو پھر شہد پلاؤ، اس نے اس مرتبہ جا کر جب شہد پلایا تو اس کو شفاء نصیب ہوگئی۔‘‘

اس حدیثِ پاک سے طب کے ایک اہم اصول کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ وہ یہ کہ کسی بھی بیماری میں دوا کے مؤثر ہونے کے لیے اس کا مناسب مقدار میں لیا جانا ضروری ہے۔ ممکن ہے ایک دوائی بہت مؤثر ہو، لیکن مناسب اور مطلوبہ مقدار نہ ہونے کی وجہ سے اس کا اثر نہ ہو۔ اسی وجہ سے جہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ کس بیماری میں کون سی دوا مؤثر ہے، وہیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ دوا کی مطلوبہ مقدار کیا ہونی چاہیے!

دوا کے مضر اثرات (Side-effects) سے آگاہی

موجودہ دور میں دوائیوں کی ایک کثیر تعداد ہے۔ ان میں کچھ عمومی نوعیت کی اور بعض دوائیاں خصوصی نوعیت کی ہیں۔ ان میں بعض دواؤں کے فوائد کے ساتھ کچھ خفیف سے مضر اثرات بھی ہوتے ہیں۔ دوا تجویز کرنے والے معالج کے لیے اس کے مضر اثرات سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ علاج اور دوا سے جہالت یا کم علمی کی صورت میں علاج کرنا جائز نہیں اور اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

’’مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ يُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ قَبْلَ ذٰلِكَ فَهُوَ ضَامِنٌ .‘‘(۲۸)

ترجمہ: ’’جو شخص اپنے آپ کو طبیب ظاہر کرکے علاج کرے، حالاں کہ اس سے پہلے اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو (یعنی وہ فنِ طب کی مہارت میں مشہور نہ ہو اور علاج کرے، پھر اس کے علاج سے مریض کا کوئی عضو تلف ہوجائے، یا اس کا انتقال ہوجائے) تو وہ (مریض کا) ضامن ہوگا۔‘‘

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ علاج کرنے والے شخص کے پاس متعلقہ طبی معلومات ہونا ضروری ہیں۔طبیبِ جاہل کے علاج کے نتیجے میں مریض کو لاحق ہونے والے ضرر کی ذمہ داری اسی طبیب پر عائد ہوگی، لہٰذا علاج کرنے والے شخص کا صحیح معلومات رکھنا اور ماہر ہونا ضروری ہے۔اگر وہ ایسا نہیں ہے تو اسے علاج کرنے سے رُک جانا ضروری ہے، چونکہ دوا کے مضر اثرات (side effects) اور مخالف علامات (contraindications) نہ جاننے کی صورت میں بھی مریض کے نقصان ہونے کا قوی اندیشہ ہے،لہٰذا ان دونوں باتوں سے واقفیت بھی ضروری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

١-سنن الترمذي، أبواب الطب، باب ما جاء في الدواء عليه والحث:٢٠٣٨

٢- صحيح بخاري، كتاب الطب، بَابُ مَا أَنْزَلَ اللهُ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً:٥٦٧٨

٣- صحيح مسلم،باب لكل داء دواء واستحباب التداوي، رقم: ٢٢٠٤

٤- ابن ماجة،كتاب الطب، باب ما أنزل الله داء إلا أنزل له شفاء: ٣٤٣٦

٥-كشف الباري، كتاب الطب، ص:٥٣٥، ج:٤.

٦-ترمذي، أبواب الطب، بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِسُمٍّ أَوْ غَيْرِهِ.

٧- صحيح مسلم، رقم: ١١٦ ٨- صحيح البخاري، رقم: ٣٤٦٣

٩- صحيح مسلم، رقم: ٩٧٨ ١٠- سنن الترمذي، رقم: ١٠٦٨

١١- ترمذي، أبواب الطب، بَابُ مَا جَاءَ فِيْ كَرَاهِيَةِ التَّدَاوِيْ بِالْمُسْكِرِ:٢٠٤٦

١٢- المائدة: ٩٠

١٣- شرح معاني الآثار، باب ما يحرم من النبيذ: ٦٤٣٥ ١٤- أيضا، باب حكم بول ما يؤكل لحمه: ٦٥٢

١٥- الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الأشربة ١٦-تكملة فتح الملهم، حكم الكحول المسكرة

١٧- سنن أبي داود، كتاب الطب، باب في الأدوية المكروهة: ٣٨٧٤

١٨- شرح معاني الآثار، باب حكم بول ما يؤكل لحمه: ٦٥٢

١٩- بخاري، باب الدواء بأبوال الإبل: ٥٦٨٦ ٢٠-فقہی مقالات، مفتی محمد تقی عثمانی، ج:۴، ص:۱۳۸ تا ۱۴۴

٢١- الهندية، كتاب الكراهية ، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات: ٤١٠/ ٥

٢٢- الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار): ١/ ٢١٠

٢٣- صحيح بخاري، كتاب الطب، باب الشفاء في الثلاث:٥٦٨٠

٢٤- مشكوٰة المصابيح، كتاب الطب، رقم: ٤٥١٧ ٢٥- كشف الباري، كتاب الطب :٥٤١

٢٦-دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر: ۱۴۴۵۰۱۱۰۰۶۰۳

٢٧- صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الدواء بالعسل، رقم: ٥٦٨٤

٢٨- سنن ابن ماجة، كتاب الطب، باب من تطبب ولم يعلم منه طب: ٣٤٦٦